REGD. No L 5254

316

6 DEC 1950

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ

الفضل

لاہور

فون ۲۹۷۹

چندہ بیرون پاکستان سالانہ ۳۰ روپے

چندہ سالانہ ۲۴ روپے ششماہی ۱۳ روپے سہ ماہی ۷ روپے ماہانہ ۲ ½ روپے

جلد ۴/۳۸ | بدھ ۲۵ صفر ۱۳۷۰ھ ۶ فتح ۱۳۲۹ ہش ۶ دسمبر ۱۹۵۰ء | نمبر ۲۸۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۳ر دسمبر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گلے میں تکلیف بدستور ہے ۔ اور آج بخار کی کیفیت بھی معلوم ہو رہی ہے ۔ احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں ۔

لاہور ۔ ۵ر دسمبر ۔ نواب عبد اللہ خان صاحب کو رات پھر ٹمپریچر ہو گیا تھا ۔ دل میں بھی ابھی کمزوری باقی ہے ، احباب صحت کاملہ کے لئے موصوف کو دعاؤں میں یاد رکھیں ۔

چھ مجاہدین اسلام کی لندن کو روانگی

کراچی ۔ ۵ر دسمبر ۔ جناب نسیم سیفی صاحب نے جو بلاد افریقہ کو جانے والے چھ مجاہدین اسلام و احمدیت کے قافلے کے امیر ہیں ۔ بذریعہ تار اطلاع دی ہے ۔ کہ وہ مع قافلہ بدھ کو بذریعہ ہوائی جہاز لندن روانہ ہو رہے ہیں ۔

اس کے علاوہ کراچی ہی سے فتح محمد صاحب شرمانے بھی اسی مضمون کا ایک تار ارسال کیا ہے ۔ احباب اپنے مجاہد بھائیوں کے بخیریت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں ۔

بورنیو کے پہلے واقف زندگی کا ورود لاہور

لاہور ۔ ۵ر دسمبر ۔ بورنیو کے پہلے واقف زندگی برادرم ابراہیم بن مجنگاہ صاحب آج رات پاکستان میل کے ذریعہ کراچی سے لاہور وارد ہوئے ۔ ریلوے اسٹیشن پر مکرم شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی زیر قیادت بہت سے احباب نے آپ کا استقبال کیا ۔ برادرم ابراہیم صاحب بورنیو کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہیں ۔ سال رواں کے اوائل میں سلسلہ عالیہ کے مبلغ انچارج بورنیو مشن مولوی محمد زہدی صاحب کے ذریعہ آپ کو قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی ۔ بعد میں آپ نے خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی اور اب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت دینی علوم میں دسترس حاصل کرنے کی غرض سے آپ پاکستان تشریف لائے ہیں ۔ ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا ۔ میری خواہش ہے کہ مرکز سلسلہ میں دینی علوم سے بہرہ ور ہونے کے بعد میری تمام عمر خدمت اسلام میں بسر ہو ۔ اور میرے ذریعہ میرے ہموطنوں کو قبول حق کی توفیق ملے ۔ آپ کل بروز بدھ دوپہر کی گاڑی ربوہ تشریف لے جائیں گے ۔ (اسٹاف رپورٹر)

”ایشیا کی موجودہ جنگ کو ختم کرنے کیلئے ایٹم بم کا استعمال عظیم تباہی کا باعث ہوگا“ (ظفر اللہ خان)

لیک سکسیس ۔ ۵ر دسمبر ۔ آج اقوام متحدہ کے نامہ نگاروں کی کانفرنس میں ایک ریڈیائی انٹرویو دیتے ہوئے پاکستان کے وزیر خارجہ آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کہا ۔ ایٹم بم کی فوری اہمیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ۔ ایشیائی لڑائی کو ختم کرنے کے لئے اس کا استعمال عظیم تباہی کا باعث ہوگا ۔ لہذا اگر ممکن ہو سکے تو اس سے حتی المقدور گریز کرنا چاہیئے ۔ آپ نے کہا ۔ گو موجودہ حالات میں پُرامن سمجھوتے کی کوئی خاص صورت نظر نہیں آتی ۔ پھر بھی میں ہر ایسی کوشش کی مدد کروں گا جو ایٹم کے علاوہ سمجھوتے تک پہنچا دے ۔ بشرطیکہ دونوں فریقوں کو اس میں اپنا اپنا مطمح نظر واضح کرنے کی اجازت ہو ۔ آپ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ سلامتی کونسل کے بعض ارکان مسئلہ کشمیر کے متعلق اب ایک ایسی تجویز پیش کرنے کے لئے تیار کر رہے ہیں جو دونوں ملکوں کیلئے قابل قبول ہو ۔ آپ نے کہا مجھے امید ہے ۔ کہ سلامتی کونسل اس مسئلے پر بحث کے لئے جلد ہی اجلاس بلائے گی ۔ لیک سکسیس ۔ ۵ر دسمبر ۔ کل مسٹر ”لی“ کی ایک دعوت میں شرکت کے بعد پاکستانی مندوب چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کہا ۔ کوریا میں چینی مداخلت کو حل کرنے کے لئے اب جو کوشش شروع کی گئی ہے اس سے سمجھوتے کی کچھ کچھ امید بندھتی ہے ۔ کل پاکستان ۔ ہندوستان اور برطانیہ کے مندوبین نے چینی وفد کے لیڈر سے ملاقات کی ۔

قیام امن عالم میں پاکستان و ہندوستان کے تعمیری حصے کا انحصار مسئلہ کشمیر کے حل پر ہے

کراچی ۔ ۵ر دسمبر ۔ آج یہاں بین الاقوامی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر اعظم نے ایک بیان میں کہا ۔ ایشیا کے امن عالم میں پاکستان و ہندوستان مشترکہ طور پر تعمیری حصہ صرف مسئلہ کشمیر کے منصفانہ طور پر حل ہو جانے کی صورت میں لے سکتے ہیں ۔ اس مسئلے کے رکے ہونے کی وجہ سے دونوں کی فوجیں رکی ہوئی ہیں جنہیں بیرونی خطرے کے انسداد کیلئے مشترکہ دفاع کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اور اب تو بین الاقوامی صورت حالات ہی ایسی نازک ہو گئی ہے ۔ کہ اس مسئلے کا جلد حل کیا جانا بہت زیادہ ضروری ہو گیا ہے ۔

ایک سوال ۔ پاکستان و افغانستان کی مشترکہ کانفرنس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ؟

جواب ۔ مشترکہ بات چیت شائد مفید ثابت ہو لیکن جہاں تک ڈیورنڈ لائن کے تصفیے کا سوال ہے یہ امر طے شدہ ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ افغانستان کے شدید مخالفانہ اور غلط پراپیگنڈے کے اشتعال انگیز رویے اور سرحدی حملوں کے باوجود پاکستان نے نہایت میانہ روی سے کام لیا ہے ۔

کشمیر ایران کے سیاسی اداروں کی نظر میں

کراچی ۔ ۷ر دسمبر ۔ آج یہاں ایک مجمع عام کو خطاب کرتے ہوئے ایران میں پاکستانی سفیر راجہ غضنفر علی خان نے کہا ۔ ایران اور عراق کے تمام سیاسی اور مذہبی ادارے کشمیر کے معاملے میں پاکستان کو حق بجانب مانتے ہیں ۔ اور اس کے حامی ہیں ۔ آپ نے پاکستانی سیاحوں کو تلقین کی ۔ کہ وہ ایران اور عراق میں جلد جلد آ جا کر دونوں ملکوں کے دوستانہ تعلقات کو اور مستحکم کرنے کی کوشش کریں ۔

اناج کی ناجائز برآمد بھی روکئے

ڈھاکہ ۔ ۵ر دسمبر ۔ آج ایسٹ پاکستان رائفلز کی پریڈ کا معائنہ کرنے کے بعد خطاب کرتے ہوئے پاکستان کے گورنر جنرل الحاج خواجہ ناظم الدین نے کہا ۔ آپ کو نہ صرف سرحدوں ہی کی نگہداشت کرنی چاہیئے بلکہ اس بات کا خیال بھی رکھنا چاہیئے ۔ کہ آئندہ کوئی مال یا اناج ناجائز طور پر سرحدوں کے پار نہ بھیجا جا سکے ۔ آپ نے فسادات کے ایام میں اس فوج کی خدمات کی سراہا ۔

۴ لاکھ ۹ ہزار ڈالر کی امداد

لیک سکسیس ۔ ۵ر دسمبر ۔ بچوں کے بین الاقوامی ہنگامی فنڈ نے السلام تپدق ۔ بچوں اور ماؤں کے حفظان صحت اور پنجاب کے سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کیلئے ۴ لاکھ ۹ ہزار ڈالر کی امداد دی گئی ہے ادارے کی طرف سے ایشیا کے ۸ اور ملکوں کو ۲ لاکھ ۴ ہزار ڈالر کی امداد دی ہے ۔

اعلان تعطیل

قارئین ”الفضل“ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے چونکہ ۶ر دسمبر کو آخری چہار شنبہ کی وجہ سے پریس میں تعطیل ہے اس لئے ۷ر دسمبر کو ”الفضل“ شائع نہیں ہوگا ۔ (مینیجر)

نزدیک و دُور سے

لنڈن ۔ ۵ر دسمبر ۔ مسٹر ایٹلی کے واشنگٹن روانہ ہونے سے پہلے انہیں نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم مسٹر سڈنی ہالینڈ کی طرف سے ایک پیغام ملا جس میں لکھا گیا تھا ۔ کہ ہم ہر حالت میں برطانیہ کا ساتھ دیں گے وہ جہاں رکے گا ہم بھی رک جائیں گے (رسٹار)

لاہور ۔ ۵ر دسمبر ۔ محکمہ تعلقات عامہ پنجاب لاہور کی طرف سے سماجی اور بصری تعلیم کی نمائش کا انتظام کیا گیا ہے ۔ یہ نمائش ۹ر دسمبر سے ہر روز صبح دس بجے سے ۵ بجے شام تک کھلی رہے گی ۔

جاکرتا ۔ ۵ر دسمبر ۔ انڈونیشیا میں لازمی تعلیم کے دس سالہ منصوبے کے تحت ناخواندگی دور کرنے کے لئے اساتذہ کے لئے تین سو ابتدائی تربیتی سکول کھولے گئے ہیں ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اکیلے جاوا اور سماٹرا ہی میں ۵۵ لاکھ ایسے بچے ہیں جو ابھی تک سکولوں میں نہیں جاتے ۔

لاہور ۔ ۵ر دسمبر ۔ آدی باسیوں کے مشہور لیڈر سوامی کلجگا نند نے ۳ر دسمبر کو مسلم لیگ کے موچی دروازے والے جلسے میں پھیلائی گئی بدنظمی کی مذمت کرتے ہوئے ایک بیان میں اس امید کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ ہی کامیاب ہوگی ۔

نئی دہلی ۔ ۵ر دسمبر ۔ کل ہندوستان کی سپریم کورٹ نے ۱۲ حیدر آبادی کونسٹوں کی رحم کی اپیل خارج کر دی ۔ ان کو پھانسی کی سزا دی گئی ہے ۔

کراچی ۔ ۵ر دسمبر ۔ حکومت ہندوستان نے ہندوستان سے آئے ہوئے مزید دس ہزار مہاجرین کو واپس لینے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے ۔

واشنگٹن ۔ ۵ر دسمبر ۔ امریکی ترقی پسند پارٹی کی نیشنل کمیٹی نے مطالبہ کیا ہے ۔ کہ کوریا میں فوری طرح پر ستارکہ جنگ کا اعلان ہو ۔ اور ہندوستان ۔ چین اور امریکہ پر مشتمل کمیشن جلد از جلد مصالحت کرائے ۔

ایٹلی ٹرومین ملاقات

واشنگٹن ۔ ۵ر دسمبر ۔ آج وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی اور صدر جمہوریہ امریکہ مسٹر ٹرومین میں دو ملاقاتیں ہوئیں ۔ صبح کی ملاقات ۹۰ منٹ تک جاری رہی ۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جمعرات تک جاری رہے گا ۔ جس کے بعد مسٹر ایٹلی اوٹاوہ روانہ ہو جائیں گے ۔

ہیونگ یانگ پر قبضے کے بعد

ٹوکیو ۔ ۵ر دسمبر ۔ آج چینی فوجوں کے اگلے دستے ہیونگ یانگ کے جنوب مشرق میں ایک اور اہم شہر پر قابض ہو گئے ۔ اور وہاں ان کی اتحادی فوجوں کے گشتی دستوں سے جھڑپیں بھی ہوئیں ۔ جو چینی دستے وسطی محاذ کے زیریں حصے میں پیش قدمی کر رہے ہیں ۔ وہ اس راستے کو کاٹنے کی کوشش میں ہیں جس سے اقوام متحدہ کی فوجیں بچ کر نکل سکتی ہیں چینی فوجیں ہیونگ یانگ میں داخلے کے بعد پسپا ہونے والی اتحادی فوجوں کا پیچھا کر رہی ہیں آج جنرل میکارتھر کے اعلان میں جنوب کی طرف کسی مقام پر اتحادی نئے دفاعی مورچے مضبوط کر رہے ہیں

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر : روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل لاہور ۶ر دسمبر ۱۹۵۰ء

تبلیغ ہی اسلام کا اوّل و آخر ہتھیار ہے

قرآن کریم کا دعوےٰ ہے کہ جو دین وہ پیش کرتا ہے۔ وہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے اسلئے قرآن کریم کے اس ادعا پر بھی اس کو یقین ہونا لازمی ہے چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ اسلئے اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ایک مسلمان کے نزدیک بالکل صحیح ہے اسکو سوا اس کو کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر فی زمانہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ گو زبانی تو ہر مسلمان یہ مانتا ہے کہ قرآن پاک خدا تعالےٰ کا کلام ہے اور اس میں جو تعلیم دی گئی ہے وہ اسکے دعوےٰ کے لحاظ سے عین فطرت کے مطابق ہے۔ عملاً اس دعوے کے باوجود مسلمانوں کی ایک بہت تھوڑی تعداد ہے جو اپنے دعوے کا صحیح مطلب سمجھتی ہے۔ بے شک ایمان بالغیب صحیح بات ہے مگر ایمان بالغیب بھی انہی لوگوں کا صحیح ہو سکتا ہے جن کو اللہ تعالےٰ نے متقین فرمایا ہے۔ کیونکہ اس سے وہی لوگ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ جو متقین میں سے ہیں۔

هدى للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنٰهم ينفقون

ایمان بالغیب گویا متقین ہی کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ ان کی دوسری صفات نماز کو قائم کرنا اور اللہ تعالےٰ نے جو کچھ ان کو دیا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ پھر متقین کی اور بھی صفات ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کے کلام پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔

اولٰئك على هدى من ربهم واولٰئك هم المفلحون

یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں بے شک ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کا کلام ہے اس لئے ان کا یہ بھی ایمان ہے کہ اس میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دین جو اس کتاب میں نازل کیا گیا ہے۔ یہ فطرت کے مطابق ہے۔ مگر ایک مسلمان صرف زبانی دعوے سے نہ تو خود اس فطری تعلیم سے کوئی فلاح پا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو اس کا قائل کر سکتا ہے۔ جب تک وہ ان متقین کے شمار میں نہیں آتا۔ جن کی صفات قرآن کریم کے شروع ہی میں بیان کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ اس ہدایت سے جو لوگ فلاح پانے ہیں وہ ضرور وہی ہو سکتے ہیں۔ جن میں وہ صفات موجود ہیں۔ جو شروع ہی میں گنا دی ہیں

اس سے ثابت ہوا کہ قرآن پاک کی تعلیم کسی انسان پر بالجبر نہیں ٹھونسی جا سکتی۔ کیونکہ کوئی انسان جو پہلے متقی نہیں ہے۔ جس کی ذہنیت ہی پہلے ایسی نہیں بن جاتی کہ جس میں وہ صفات جمع ہوں۔ جن کا ذکر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ یعنی جب تک ایک انسان خوشی سے ایمان بالغیب لانے کی طرف مائل نہ ہو۔ جب تک وہ خوشی سے قیام الصلوٰۃ اور انفاق رزق کی طرف رجحان نہ رکھتا ہو۔ جب تک اس کی طبیعت ہی میں انبیاء علیہم السلام پر اور یوم آخرت پر ایمان لانا مستحکم نہ ہو۔ اس وقت تک قرآن کریم کی تعلیم سے اسکو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ خواہ منہ سے ہزار دعوے کرے کہ اسکو ایمان بالغیب ہے۔ خواہ دن رات عبادت کرتا ہو نمازیں پڑھتا روزے رکھتا ہو۔ ہر سال حج کرتا ہو اور خواہ وہ کتنا ہی مال نہ خرچ کرے۔ اور خواہ وہ کتنا ہی کیوں نہ ظاہر کرتا ہو کہ اسکو انبیاء علیہم السلام پر ایمان ہے اور وہ روز قیامت کا قائل ہے۔ ایسا انسان کوئی فلاح نہیں پا سکتا جب تک یہ تمام باتیں اس سے طبعاً یا خوشی سے سرزد نہ ہوں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے غیر انسانی چیزوں کے لئے تو بے شک یہ فرمایا ہے کہ طوعاً کرھاً اللہ تعالےٰ کے تکوینی قانون کی پابند ہیں۔ خود انسان کے ڈھانچہ میں بعض ایسے اعمال و افعال ہیں جن کی نوعیت غیر اختیاری ہے۔ مثلاً دل کی حرکت خون کی گردش وغیرہ یہ تمام اعمال طوعاً کرھاً تکوینی قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن یہ اعمال وہ نہیں۔ جن کے نتیجہ میں انسان وہ فلاح پاتا ہے۔ جو یہاں اللہ تعالےٰ کے پیش نظر ہے۔ یہ فلاح صرف متقی ہی پا سکتے ہیں۔ اور متقی وہ ہیں جو اپنی خوشی سے جو اپنی رضامندی سے اپنی ذہنیت ایسی بناتے ہیں۔ جو ان اعمال کی پابندی پر خود بخود آمادہ رہتی ہے ان اعمال کی پابندی پر جن کا انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو دوسری طرح عمل کرے۔ اس تعلیم کے بالکل الٹ عمل کرے جو قرآن کریم میں دی گئی ہے

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیکی یا فلاح دراصل ان اعمال کو اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق کرنا ہے جن میں انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو اس تعلیم کے خلاف بھی کر سکتا ہے۔ لیکن الٹا عمل کرنے کی صورت میں نتیجہ بھی الٹا ہی پیدا ہوتا ہے یعنی وہ فلاح نہیں پاتا بلکہ وہ اپنی زندگی کو تباہ کر لیتا ہے ایک شخص جو اس خیال سے نماز پڑھتا ہے۔ کہ اگر اس نے نماز نہ پڑھی تو وہ سوسائٹی سے نکال دیا جائے گا۔ اگر وہ اس نیت سے اپنا رزق خرچ کرتا ہے کہ لوگ اسکو خرچ کرتا دیکھ کر اس کی تعریف کرینگے اگر وہ انبیاء علیہم السلام پر اسلئے اعتقاد ظاہر کرتا ہے کہ لوگ اسکو ملحد نہ سمجھ لیں اور اس طرح اس کو دنیاوی نقصان پہنچے گا تو ایسا شخص ہرگز وہ فلاح نہیں پا سکتا۔ جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک انسانی زندگی کا مقصود ہے۔ فلاح وہی پا سکتا ہے۔ جو قرآن کریم کی اصطلاح میں متقی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اعمال کو ایک داخلی ہیجان کی وجہ سے بجا لاتا ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ

لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي

یعنی دین اختیار کرنے میں جبر کا شائبہ بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم نے انسان کے سامنے جسکو ہم نے بعض اعمال کو اختیار کرنے یا اختیار نہ کرنے کا اختیار دے دیا ہے وہ تمام لائحہ عمل رکھ دیا ہے۔ جس کو زیر عمل لا کر وہ رشد و ہدایت پا سکتا ہے اور فلاح حاصل کر سکتا ہے۔ چونکہ صرف وہی شخص فلاح پا سکتا ہے جو متقی ہو یعنی جو اپنی رضامندی سے رشد و ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے اسلئے ہمارے مقرر کردہ لائحہ عمل کو اختیار کرنے کے لئے جبر کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے

یہاں تک تو ہم نے ایک انسان کی ذاتی فلاح کے حصول کے لئے جس چیز کی سب سے پہلے ضرورت ہے۔ اس کا ذکر ہے یعنی جن اعمال میں انسان کو اختیار دیا گیا ہے۔ ان کو اس تعلیم کے مطابق خوشی سے بجا لانا۔ جو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں پیش کی ہے۔ اس سے اب ہم یہ نتیجہ بھی آسانی سے نکال سکتے ہیں کہ ایسی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے طریقے استعمال کئے جائیں جس سے لوگوں کے دلوں میں اس الٰہی مقرر کردہ لائحہ عمل کی طرف خود بخود رجحان اور میلان پیدا ہو۔ دوسرے لفظوں میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم یہی ہے کہ ہم لوگوں کو اسلامی اصطلاح میں متقی بنائیں۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم خود تقویٰ کا ہی صرف نمونہ نہ ہوں بلکہ اس تعلیم پر پورے پورے عامل ہوں۔ جو تعلیم ہم ان میں پھیلانا چاہتے ہیں وہ فلاح ہماری ہر حرکت سے عیاں ہو۔ جو اس تعلیم کا منتہائے مقصود ہے جس کو لوگ محسوس کریں جو ایک ٹھوس حقیقت بن کر ان کے ذہنوں پر منقش ہو جائے۔ جو ان کو بھی متقی بنا دے۔ انکو اس لائحہ عمل کو اختیار کرنے پر دل سے آمادہ کر دے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پیش کیا ہے۔ جو ان کی ذہنیت ایسی بنا دے کہ خود بخود ان کے دل میں ایمان بالغیب کا جلوہ نظر آنے لگے۔ خود بخود ان کو سجدے میں جھکا دے۔ خود بخود ان کو ومما رزقنٰهم ينفقون کا مصداق بنا دے۔ جو خود بخود تسلیم کر لیں کہ یہ کتاب جس میں یہ فلاح کا لائحہ عمل پیش کیا گیا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور جو بشر اس کو پیش کر رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کا فرستادہ ہے۔ جو خود بخود مان جائے کہ ہمارے اعمال کا محاسبہ کرنے کے لئے ایک دن مقرر ہے اور ہمارے اعمال کی جزا سزا دینے والی وہی ذات ہے۔ جس نے ہم پر رحم کھا کر ان اعمال میں ہماری حقیقی رہنمائی کی ہے کہ جن کو اگر ہم اس تعلیم کے خلاف کرتے تو تباہ ہو جاتے اور فلاح نہ پا سکتے

آج دنیا فلاح کے لئے ترس رہی ہے انسان نے اپنے خود ساختہ طریقوں پر چل کر اپنے آپ کو ایک تاریک غار کے کنارے پر کھڑا کر دیا ہے اس کو وہ فلاح کا راستہ معلوم نہیں ہے جو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں پیش کیا ہے۔ اگر ہمارا یقین ہے کہ یہی حقیقی فلاح کا راستہ ہے اگر ہمیں یقین ہے کہ دنیا اس تباہی کے غار میں گرنے سے اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ اس کو یہ فلاح کا راستہ معلوم ہو جائے اور وہ متقی بن کر اس راستہ پر چلنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ تو پھر کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ دنیا میں نکلیں۔ تہذیب و تمدن کے بڑے بڑے مرکزوں میں پہنچیں نہیں دنیا کے کونے کونے میں پہنچیں ہر جگہ لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کا یہ لائحہ عمل پیش کریں؟ اس کی خوبیاں نہ صرف زبان سے بلکہ اعمال سے دکھائیں۔ اور تمام دنیا کو اس فلاح کی طرف بلائیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں ہے؟

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

317

حضرت خلیفہ اولؓ رضی اللہ عنہ کی یاد میں

تبحر۔ تصوف۔ توکل اور تواضع کا ارفع مقام

(از حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم۔ اے رتن باغ لاہور)

۲۶ نومبر ۱۹۵۰ء کا دن بہت مبارک دن تھا۔ کیونکہ اس دن حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھیرہ تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں جاکر احباب جماعت کی کثیر تعداد کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مکان اور مسجد میں اجتماعی دعا فرمائی۔ یہ ایک خاص موقع تھا۔ اور گو یہ خاکسار بعض مجبوریوں کی وجہ سے اس مبارک تقریب میں شامل نہیں ہو سکا۔ مگر جس طرح بعض مدینہ میں رک جانے والے اصحاب ثواب کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سفروں میں آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ اسی طرح میری روح بھی محسوس کرتی تھی۔ کہ میں بھی اس دن لاہور میں رکے ہوئے ہونے کے باوجود اس تقریب میں شرکت کا ثواب پا رہا ہوں۔ میں نے اس دن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے لئے بہت دعا مانگی۔ آپ کے تصور سے قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اور دن کے بیشتر حصوں میں آپ کے اوصاف حسنہ پر غور کرتا رہا۔

اس تقریب نے میرے دل میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کرکے مجھے تحریک کی ہے۔ کہ آپ کے اوصاف حمیدہ کے متعلق ایک مختصر سا مضمون لکھ کر ہدیۂ ناظرین کروں۔ تا اگر خدا چاہے۔ تو میرا یہ مضمون دوستوں کے دل میں نیکی کا محرک بن کر ان کے لئے باعث سعادت اور میرے لئے موجب ثواب و مغفرت ہو۔ وانما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی۔

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھیرہ ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام علم دین اور علم طب کے سیکھنے میں خرچ کئے۔ اور انہی ایام میں حج بیت اللہ کا شرف بھی حاصل کیا۔ اور چونکہ طبیعت نہایت درجہ نیک اور سادہ تھی۔ اور ذہن انتہائی طور پر زیرک اور رسا پایا تھا۔ اس لئے ظاہری علم نے باطنی جوہر کے ساتھ مل کر آپ میں ایک خاص قسم کی شان پیدا کر دی تھی۔ میں اپنے ذوق کے مطابق آپ کی اس شان کو مربع ت کے ذریعہ ظاہر کیا کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے کسبی اور وہبی اور دلی اور دماغی کمالات کا خلاصہ ان چار قسم کی ت میں آجاتا ہے۔ یعنی تبحر۔ تصوف۔ توکل اور تواضع۔ ظاہری علم کی تحصیل سے فارغ ہو کر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ریاست جموں و کشمیر میں شاہی طبیب کے طور پر ملازمت اختیار کی۔ اور اس خدمتِ خلق میں وہ شان پیدا کی۔ کہ دیکھتے ہی دیکھتے راجہ اور پرجا ہر دو کے دل میں گھر کر لیا۔ حتیٰ کہ کشمیر کے موجودہ راجہ کے والد (جو اپنے زمانہ کے راجہ صاحب کے بھائی تھے) کے ساتھ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے تعلقات تو گویا بالکل دوستوں کی طرح ہو گئے۔ اور یہی دوستی بالآخر اندرونی رقابتوں کی وجہ سے حضرت خلیفہ اول رضؓ کے اخراج از کشمیر کا باعث بنی۔ مگر آپ کا یہ اخراج قدرت کی ایک مخفی تار تھی۔ جس نے آپ کو کشمیر سے نکال کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور اس کے بعد آپ ہمیشہ کے لئے قادیان ہی کے ہو گئے۔ اور ایک پاک مٹی کا دوسری پاک مٹی سے جوڑ مل گیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کشمیر کے واقعات درس وغیرہ کے موقعہ پر اپنے مخصوص انداز میں اکثر سنایا کرتے تھے۔

ابھی آپ کشمیر میں ہی تھے۔ کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ غائبانہ تعارف حاصل ہوا۔ جس کا موقعہ غالباً "براہین احمدیہ" کے ابتدائی حصہ کی اشاعت کے ذریعہ میسر آیا تھا۔ اور اس کے بعد غائبانہ رنگ میں ہی خط و کتابت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ جو مزید حسنِ ظن اور جذب و کشش کا باعث بنا۔ اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ اور ابھی سلسلہ بیعت بھی شروع نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کوئی جماعت تھی۔ اسی زمانہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔ یہ ان روحانی استاد و شاگرد کی پہلی ملاقات تھی اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے درسوں وغیرہ میں اس ملاقات کا ذکر بڑی محبت اور شوق کے ساتھ سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جب میں پہلی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے کی غرض سے قادیان گیا۔ تو بٹالہ سے یکہ میں بیٹھ کر قادیان پہنچا۔ جب میں مسجد مبارک والے چوک میں پہنچا۔ تو میں نے یکہ سے اترتے ہی ایک شخص سے پوچھا کہ "مرزا صاحب کہاں ہیں"؟ اس وقت چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گویا گمنامی کی حالت میں تھے۔ اور مقامی طور پر تو بہت ہی کم لوگ حضور کو جانتے تھے۔ اور قادیان میں حضور کے چچا زاد بھائی مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب ہی مشہور و معروف تھے۔ اس لئے اس شخص نے یہ سمجھ کر کہ یہ نووارد انسان غالباً ان مرزا صاحبان کے متعلق پوچھتا ہوگا۔ ان کے دیوان خانہ کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ کہ اندر چلے جاؤ۔ مرزا صاحب یہیں بیٹھے ہوں گے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے جو آگے بڑھ کر دیوان خانہ میں جھانکا۔ تو وہاں صحن میں یہ ہر دو مرزے مجلس جمائے بیٹھے تھے۔ اور پرانے زمیندارہ طریق پر ان کے اردگرد بعض دوسرے لوگ بھی جمع تھے۔ اور حقہ کا دور چل رہا تھا۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ فرماتے تھے۔ کہ اس نظارہ کو دیکھ کر مجھے ایسا دھکا لگا۔ کہ میں نے فوراً پلٹ کر یکہ والے کو آواز دی۔ کہ تم ابھی ٹھہرو۔ میں بھی شاید تمہارے ساتھ ہی واپس چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد میں مزید تسلی کی غرض سے دیوان خانہ کے اندر گیا۔ اور حاضرین مجلس کو بلند آواز سے سلام کہا۔ فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے اس قلبی دکھ سے کہ میں کہاں آگیا ہوں۔ جلدی نجات دینے کے لئے ایسا فضل فرمایا۔ کہ میرا اسلام سنتے ہی مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب میں سے کسی نے یا شاید کسی اور شخص نے کہا کہ آپ نے غالباً مرزا صاحب سے ملنا ہے۔ فرماتے تھے کہ یہ الفاظ سنکر میری جان میں جان آئی۔ کہ یہاں کوئی اور "مرزا" بھی ہے۔ (یہ خود حضرت خلیفہ اول رضؓ کے الفاظ ہیں) اور میں نے جھٹ کہا کہ ہاں ہاں میں مرزا صاحب سے ہی ملنے کے لئے آیا ہوں۔ اس پر انہوں نے ایک آدمی میرے ساتھ کرکے مجھے مسجد مبارک میں پہنچا دیا۔ یہاں پہنچ کر میں نے اندر اطلاع بھجوائی۔ تو چونکہ نماز کا وقت قریب تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اندر سے کہلا بھیجا کہ آپ مسجد میں تشریف رکھیں۔ میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے۔ اور جیسا کہ حضورؑ نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کو دیکھتے ہی حضورؑ نے دل میں کہا کہ ھٰذا دعائی (یعنی یہ شخص تو میری دعا کا ثمرہ ہے) کیونکہ حضورؑ نے اپنی خداداد فراست سے فوراً پہچان لیا۔ کہ خدمتِ دین کے کام کے لئے میں جس قسم کا مددگار اپنے خدا سے مانگا کرتا ہوں۔ وہ مجھے آج مل گیا ہے۔ اور دوسری طرف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی حضورؑ کو دیکھ کر ہمیشہ کے لئے اسی دامن سے لپٹ کر رہ گئے۔

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف مجددیت کا دعویٰ تھا۔ اور ابھی تک بیعت کا سلسلہ بھی شروع نہیں ہوا تھا۔ اور نہ کوئی جماعت تھی۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کی روشنی سے پہچان لیا۔ اور جان لیا کہ اگر موجودہ زمانہ کے طوفانِ ضلالت میں کوئی شخص اسلام کی کشتی کو بچانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ تو وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ چنانچہ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے باصرار عرض کیا۔ کہ اگر خدا تعالیٰ آپ کو بیعت لینے کی اجازت اور ہدایت فرمائے۔ تو میری درخواست ہے۔ کہ سب سے پہلے میری بیعت قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے ابھی تک بیعت کا حکم نہیں ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسا حکم ملا۔ تو انشاء اللہ آپ کی خواہش کا خیال رکھا جائے گا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا۔ اور حضورؑ نے ۱۸۸۹ء کے شروع میں لدھیانہ کے شہر میں پہلی بیعت لی۔ تو سب سے اول نمبر پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ہی بیعت کی اور اس طرح آپ خدا کے فضل سے قرآنی اصطلاح کے مطابق اول بھی ہو گئے۔ اور سابق بھی بن گئے۔ اول اس لئے کہ وقت کے لحاظ سے آپ احمدیت کے قبول کرنے والوں میں اول نمبر پر آگئے۔ اور سابق اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ اپنے علمی تبحر اور روحانی مقام کے لحاظ سے بھی سب سے آگے تھے۔

اس کے بعد جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ ریاست کشمیر کی ملازمت سے فارغ ہوئے۔ تو اس وقت کے خیال کے ماتحت اپنے آبائی وطن بھیرہ میں واپس جاکر درس تدریس اور طب کے ذریعہ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کا سلسلہ شروع کرنا چاہا۔ اور اپنے سابقہ مکان کو ناکافی خیال کرتے ہوئے ایک نئے اور وسیع مکان کی تعمیر بھی شروع کرا دی۔ اسی تعلق میں آپ غالباً کچھ سامانِ عمارت کی خرید کے واسطے لاہور تشریف لائے۔ اور لاہور پہنچ کر خیال آیا۔ کہ اب قادیان کے قریب آیا ہوا ہوں۔ حضرت صاحب سے بھی مل آؤں۔ چنانچہ دو دن کی فرصت نکال کر قادیان آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مولوی صاحب اب تو آپ فارغ ہیں۔ قادیان میں کچھ ٹھہریں گے نا؟ آپ نے اپنے خاص عاشقانہ انداز میں عرض کیا۔ "ہاں حضور ٹھہروں گا" اس کے چند دن بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کو اکیلے تکلیف ہوتی ہوگی۔ اپنے گھر سے بیوی بلالیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فوراً بیوی کو خط لکھ دیا۔ کہ قادیان آجاؤ۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کو کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اپنا کتب خانہ بھی قادیان منگوالیں۔

باقی دیکھو صفحہ ۴ پر

دفتر تفسیر القرآن انگریزی ربوہ میں

دفتر تفسیر القرآن انگریزی جو پہلے ۸ ٹمپل روڈ پر تھا اب ربوہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس دفتر سے متعلق خط و کتابت آئندہ احباب ربوہ میں کریں۔ قرآن مجید انگریزی کی خرید کے لئے بھی ربوہ کے پتہ پر ہی تحریر فرماویں۔ (انچارج دفتر تفسیر القرآن انگریزی ربوہ ضلع جھنگ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بھیرہ خط لکھ دیا ہے کہ مکان کی تعمیر بند کر دو اور میرا کتب خانہ قادیان بھجوا دو۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ مولوی صاحب اب آپ بھیرہ کا خیال جانے دیں اور اسے بھول جائیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اور محبت اور فخر کے ساتھ فرماتے تھے کہ اس کے بعد مجھے کبھی خیال تک نہیں آیا کہ بھیرہ بھی میرا وطن ہوتا تھا اور آپ نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں ہی ہمیشہ کے لئے دھونی رما دی اور لطف یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ میں بھیرہ میں ایک مکان بنتا چھوڑ آیا ہوں۔ یہ وہ اخلاص و محبت کا ماحول تھا جس میں جماعت کی خشتِ اوّل قائم ہوئی۔

چونکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو قرآن شریف سے انتہا درجہ کا عشق تھا جس کی مثال بہت کم ملتی ہے اس لئے آپ نے قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے قرآن شریف کا درس شروع کر دیا۔ یہ درس مسجد اقصیٰ میں ہوا کرتا تھا اور اوائل زمانہ میں کبھی کبھی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے درس میں اعلیٰ درجہ کی علمی تفسیر کے علاوہ واعظانہ پہلو بھی نمایاں ہوتا تھا۔ کیونکہ آپ کا قاعدہ تھا کہ رحمت والے واقعات کی تشریح کر کے نیکی اور انابت الی اللہ کی رغبت دلاتے اور عذاب والے واقعات کے تعلق میں دلوں میں خشیت اور خوف پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے اور آپ کا درس بے حد دلچسپ اور ہر طبقہ کے لئے موجب جذب و کشش ہوا کرتا تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کے علم التفسیر کا ایک کثیر حصہ بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ ہی کی تشریحات اور انکشافات پر مبنی ہے اور آپ کے درس میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ایک وسیع سمندر ہے جس کا ایک حصہ موجزن ہے اور دوسرا ساکن اور عمیق اور اس میں سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق پانی لے رہا ہے۔ درس کے دوران میں بعض دفعہ لوگ سوال بھی کیا کرتے تھے اور حضرت خلیفہ اول ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ ہر سوال کا جواب دیتے تھے۔ اور جواب میں مخاطب کے مذاق اور حالات کے پیش نظر کبھی کبھی کوئی نہ کوئی لطیفہ بھی بیان کر جاتے تھے۔ مگر بعض اوقات جب آپ کو سوال کرنے والے میں بلاوجہ سوال پوچھنے کا میلان محسوس ہوتا تھا یا آپ خیال کرتے تھے کہ یہ سوال ایسا ہے کہ وہ خود توجہ دیکر اس کا جواب سوچ سکتا ہے۔ تو ایسے موقعہ پر یا تو خاموشی کے ساتھ گذر جاتے تھے اور یا کہہ دیتے تھے کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے خود سوچو۔ افسوس ہے کہ اس وقت کے نوٹ لینے والوں نے پوری احتیاط سے آپ کے اس درس کے نوٹ قلمبند نہیں کئے اور آپ کی تفسیر کا معتدبہ حصہ ضبطِ تحریر میں نہیں آسکا۔ ہاں سننے والوں کے سینے اب تک اس بیش بہا خزانہ کے امین ہیں اور ہر احمدی تفسیر میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے علم کی روشنی نظر آتی ہے۔ خاکسار راقم الحروف نے بھی جب کہ میں بی اے میں پڑھتا تھا تعلیم کا سلسلہ درمیان میں چھوڑ کر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے قرآن شریف پڑھا اور پورا قرآن شریف ختم کر کے پھر اپنی تعلیم کی طرف لوٹ آیا۔ یہ بھی گویا ایک پبلک درس تھا جس میں بہت سے دوسرے دوست بھی شریک ہوتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے قرآن کے درس کا نمایاں رنگ یہ ہوتا تھا کہ گویا ایک عاشقِ صادق اپنے دلبر و معشوق کو سامنے رکھ کر ...... اس کے دلربا حسن و جمال اور دلکش خد و خال کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ اللہ اللہ! کیا مجلس تھی اور اس مجلس کا کیا رنگ تھا!!

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو مطالعہ کا بے حد شوق تھا اور اس شوق میں آپ نے بے شمار روپیہ خرچ کر کے اپنی ذاتی لائبریری بنائی تھی جس میں تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصول فقہ، کلام، تاریخ، تصوف، سیاست، منطق، فلسفہ، صرف و نحو، ادب، کیمیا، طب، علم جراحی، علم ہیئت اور دیگر مذاہب وغیرہ کی نادر کتابیں موجود تھیں جن میں کئی قلمی نسخے بھی تھے اور آپ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے خرچ پر مولوی غلام نبی صاحب مصری کو مصر بھجوا کر وہاں کی بعض قلمی کتابوں کی نقول منگوائیں اور حق یہ ہے کہ اب تک حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا یہ ذاتی کتب خانہ ہی زیادہ تر جماعتی ضرورتوں میں کام آ رہا ہے۔ کئی سیاح اور زائرین قادیان میں اس کتاب خانہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے تھے کہ اس چھوٹے سے قصبہ میں علوم کا یہ نادر خزانہ کہاں سے آگیا ہے۔ سر شاہ محمد سلیمان جو فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے ایک نہایت بلند پایہ علم دوست جج تھے انہیں ایک دفعہ سپین کی ایک نادر کتاب کی ضرورت پیش آئی جو سارے ہندوستان میں تلاش کرنے کے باوجود کہیں نہیں ملی۔ آخر انہیں پتہ لگا کہ اس کا ایک قلمی نسخہ قادیان میں موجود ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی اجازت سے اس کا یہ نسخہ عاریۃً حاصل کیا اور پھر بحفاظت واپس بھجوا دیا۔ لاریب کئی لحاظ سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی یہ ذاتی لائبریری ہندوستان میں عدیم المثال تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی بعض تحریروں میں آپ کے کتب خانہ کی بہت تعریف فرمائی ہے اور یہ سب کچھ ایک نہایت محدود ذرائع والے انسان کے ذاتی ذوق و شوق کا ثمرہ تھا۔ اور پھر یہ کتابیں محض جمع کرنے کے جذبہ کے ماتحت نمائشی رنگ میں اکٹھی نہیں کی گئیں بلکہ اس وسیع کتب خانہ کی ہر کتاب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ذاتی مطالعہ میں آتی تھی اور جا بجا کتابوں کے حاشیہ پر آپ کے قلمی نوٹ پائے جاتے ہیں۔ اگر ایسے شخص کو بھی خصوصاً جبکہ وہ انتہا درجہ کا ذہین اور محنتی ہو علم کے میدان میں تبحر کا مقام حاصل نہیں ہوگا تو اور کس کو ہوگا؟ باوجود اس کے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بارہا فرمایا کرتے تھے کہ کئی قرآنی آیتیں جو مجھے کسی اور طرح حل نہیں ہوتی تھیں وہ محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور برکت سے حل ہوئیں۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ایک خدائی بشارت کی بناء پر یہ دعویٰ تھا کہ میں خدا کے فضل سے ہر دشمن اسلام اور ہر دشمنِ صداقت کے ہر قسم کے اعتراض پر اس کا منہ بند کر سکتا ہوں۔ فرمایا کرتے تھے کہ تسلی دینا میرا کام نہیں مگر معترض کے منہ بند کرنے کا میں ذمہ وار ہوں۔ چنانچہ اسلام اور احمدیت کے خلاف ہر اعتراض کرنے والا آپ کے برجستہ جواب سے خاموش ہو کر رہ جاتا تھا۔ خود سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک مخالفِ اسلام نے غالباً تناسخ کے عقیدہ کے تعلق میں آپ کے سامنے اسلام کی تعلیم پر کوئی اعتراض کیا کہ ترجیح بلا مرجح ناممکن ہے۔ آپ نے جھٹ اپنی جیب میں سے دو روپے نکال کر اس کے سامنے کر دئیے کہ ان میں سے ایک اٹھا لو۔ وہ آدمی بھی کچھ سمجھ دار تھا تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا کہ آپ نے مجھے لاجواب تو کر دیا مگر میری تسلی نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا تسلی دینا خدا کا کام ہے۔ مگر میں تمہیں اسلام کے خلاف ایک قدم بھی چلنے نہیں دوں گا۔ امرتسر میں عبداللہ آتھم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پندرہ دن تک مناظرہ رہا اور آتھم نے بیسیوں میدان بدلے۔ مگر اس نے جس جھاڑی میں بھی پناہ لی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی جھاڑی میں اس کا پیچھا کر کے اس پر ضرب لگائی اور اسے کھلی رسی دی کہ جدھر چاہے بھاگ کر دیکھ لے اسے کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ مناظرہ کا یہ طریق حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے طریق سے بالکل مختلف تھا۔ اس لئے کبھی کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صبر اور ہمت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت صاحب ہی کی ہمت تھی کہ آتھم کو پندرہ دن کی طویل مہلت دے کر اور اس کا رستہ کھلا چھوڑ کر ہر وادی اور ہر گھاٹی میں اس کا پیچھا کیا۔ اگر میں ہوتا تو خواہ آتھم کا دل مانتا یا نہ مانتا اسے چند منٹ میں خاموش کرا کے بحث ختم کر دیتا۔ نظریوں کا یہ دلچسپ اختلاف اسی نکتہ پر مبنی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خداداد منصب رسالت کی بناء پر ہر جہت سے دشمن کی تسلی کرانے کی کوشش فرماتے تھے۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنی طبیعت کے لحاظ سے دو منٹ میں خاموش کرا کے میدان صاف کر دینے کے مؤید تھے۔ خواہ تسلی ہو یا نہ ہو۔ دونوں روحانیت کے میدان کے آزمودہ کار شکاری تھے۔ مگر ایک شکاری اپنے شکار کے لئے کھلا رستہ چھوڑ کر اور ہر رستہ میں اس کا پیچھا کر کے اسے تھکا تھکا کر گراتا تھا تاوہ یہ محسوس کرے کہ میں نے ہر جتن کر دیکھا مگر اس خدائی شکاری سے بچ کر نہ نکل سکا۔ لیکن دوسرا شکاری اپنے شکار کے سامنے کھڑا ہو کر اس کا رستہ بند کر دیتا تھا۔ اس فرق کی وجہ سے ایک شکاری کا شکار بسا اوقات اپنی بےبسی محسوس کر کے اپنی مغلوبیت پر تسلی پا جاتا تھا۔ لیکن دوسرے شکاری کا شکار اپنا رستہ مسدود پا کر کڑھتا اور تلملاتا تو بہت تھا مگر ساتھ ہی خیال کرتا تھا کہ اگر ذرا رستہ مل جائے تو میں اب بھی بھاگنے کی ہمت رکھتا ہوں۔ لاریب روحانی اصلاح کے اصول کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق ہی بہتر تھا لیکن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے شکار کی مذبوحی کیفیت بھی بس دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ وہ دلچسپ فرق ہیں جو نبیوں تک میں چلتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے حضرت خلیفہ اوّل کا جذبۂ اطاعت و احترام کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اور آپ کو اس جذبہ میں اس قدر غلو تھا کہ بسا اوقات ظاہری سامانوں کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر کے خالص توکل الٰہی پر ایک قدم اٹھا لیتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنہ ۱۹۰۵ء میں دہلی تشریف لے گئے تو اس سفر میں حضرت خلیفہ اول ساتھ نہیں تھے۔ دہلی میں غالباً حضرت ناناجان مرحوم کی بیماری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو تار دلوائی کہ فوراً دلی پہنچ جائیں۔ تار لکھنے والے نے تار میں (امیجی ایٹ لی (یعنی بلاتوقف) کے الفاظ لکھ دئیے۔ حضرت خلیفہ اوّل کو جب یہ تار پہنچی تو اس وقت آپ اپنے مطب میں تشریف رکھتے تھے۔ تار کے ملتے ہی یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ حضرت صاحب نے بلاتوقف بلایا ہے میں جاتا ہوں اور گھر میں قدم تک رکھنے کے بغیر سیدھے اڈہ خانہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ کیفیت یہ تھی کہ اس وقت نہ جیب میں خرچ تھا اور نہ ساتھ کوئی بستر وغیرہ۔ گھر والوں کو اطلاع ملی تو پیچھے سے ایک کمبل تو کسی شخص کے ہاتھ بھجوا دیا مگر خرچ کا انہیں بھی خیال نہیں آیا اور شاید اس وقت گھر میں کوئی رقم ہوگی بھی نہیں۔ اڈہ خانہ پہنچ کر حضرت خلیفہ اول رض نے یکہ لیا اور بٹالہ پہنچ گئے۔ مگر ٹکٹ خریدنے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ چونکہ گاڑی میں کچھ وقت تھا آپ خدا پر توکل کر کے اسٹیشن پر ٹہلنے لگ گئے۔ اتنے میں غالباً ایک ہندو رئیس آیا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر عرض کی کہ میری بیوی بہت بیمار ہے آپ تکلیف فرما کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں اور اسے میرے گھر پر دیکھ آئیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو امام کے حکم پر دلی جا رہا ہوں اور گاڑی کا وقت ہونے والا ہے میں اس وقت نہیں جا سکتا۔ اس نے بمنت عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو یہیں سٹیشن پر لے آتا ہوں آپ اسے یہیں دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہاں لے آؤ اور گاڑی کا وقت ہوا تو میں دیکھ لوں گا۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کو سٹیشن پر لایا اور آپ نے اسے دیکھ کر نسخہ لکھ دیا اور یہ ہندو رئیس چپکے سے گیا اور دلی کا ٹکٹ لاکر حضرت خلیفہ اول رض کے حوالہ کیا اور ساتھ ہی معقول نقدی بھی پیش کی۔ حضرت خلیفہ اول رض فرمایا کرتے تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ میں اپنے ذکر پر بھروسہ کر کے کوئی قدم اٹھاتا ہوں تو خدا میرا کام بگڑنے نہیں دیتا۔ بہرحال اسی ایک واقعہ سے (جس کی تفصیل میں ممکن ہے مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو مگر بنیادی حقیقت یقیناً یہی ہے) آپ کے مقام اطاعت اور مقام توکل کی غیر معمولی شان ظاہر ہے اور اس کے ساتھ ہی خدا کی اس شفقت کی شان بھی عیاں ہے جو اسے اپنے اس اطاعت شعار اور متوکل بندے کے ساتھ تھی۔

ایک دفعہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشورہ پوچھا حضور نے ایک رشتہ کی سفارش فرمائی لیکن اس شخص کو کسی وجہ سے اس پر تسلی نہ ہوئی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب نے فلاں رشتہ تجویز فرمایا ہے۔ مگر میرا دل تسلی نہیں پاتا۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا۔ خدا کی قسم اگر حضرت صاحب میری اکلوتی لڑکی امۃ الحی کے متعلق فرمائیں کہ اسے فلاں چوہڑے سے بیاہ دو تو مجھے ایک سیکنڈ کے لئے بھی تامل نہ ہو۔ ہمارا خدا بھی کتنا نکتہ نواز ہے اس نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی اس بات کو زمین سے اٹھا کر اپنی رحمت کے دامن میں جگہ دی اور بالآخر آپ کی یہی لڑکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی بیوی بن کر دار المسیح میں داخل ہو گئی۔ بعض اوقات ہمارے خدا کا بھی کیسا نقد بنقد سودا ہوتا ہے!

ادب اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ جب ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا (اور اسی بیماری میں وہ فوت ہوگیا) اور اس کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے ہاتھ ہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ اس وقت مبارک احمد کی چارپائی دار المسیح کے صحن میں بچھی ہوئی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ مبارک احمد کو دیکھا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بات کرنے کے لئے ایک سیکنڈ کی جھجک اور تامل کے بغیر چارپائی کے ساتھ صحن میں ہی ننگی زمین یعنی فرشِ خاک پر بیٹھ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شفقت سے فرمایا۔ مولوی صاحب چارپائی پر بیٹھیں۔ اس وقت بس یہی ایک چارپائی تھی جس پر مبارک مرحوم لیٹا ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سرک کر چارپائی کے قریب ہو گئے اور ایک ہاتھ چارپائی کے ایک کنارے پر رکھ کر بدستور فرش پر بیٹھے بیٹھے عرض کیا۔ حضرت میں ٹھیک بیٹھا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر محبت کے ساتھ فرمایا اور اس دفعہ غالباً حضرت خلیفہ اول کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر فرمایا۔ مولوی صاحب یہاں میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اٹھے اور چارپائی کے ایک کنارے پر اس طرح جھک کر بیٹھ گئے کہ بس شاید چارپائی کے ساتھ آپ کا جسم چھوتا ہی ہوگا۔ یہ نظارہ میری آنکھوں دیکھے کو اور تینتالیس سال گذر جانے کے باوجود میرا دل ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بے نظیر شفقت اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے اس بے نظیر ادب و تواضع سے اس درجہ متاثر ہے کہ گویا یہ کل کا واقعہ ہے اور دراصل یہ ادب اور تواضع ہی حقیقی تصوف کی جان ہے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے انہی اوصاف حمیدہ اور کمالات علمی اور روحانی کا یہ نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی بے حد قدر فرماتے تھے اور آپ کے ساتھ انتہا درجہ محبت رکھتے تھے ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں یہ دلچسپ اختلاف ہوگیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان میں سے کس کے خاوند کے ساتھ زیادہ محبت ہے۔ آخر ہماری والدہ صاحبہ حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا تک معاملہ پہنچا اور ان کی رائے پوچھی گئی حضرت اماں جان نے فرمایا کہ میرے علم میں تو بڑے مولوی صاحب (یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) کے ساتھ زیادہ محبت ہے مگر ابھی اس کا امتحان کئے لیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے سب سے زیادہ پیارے رفیق...... ابھی وہ اس فقرہ کو پورا نہیں کرنے پائی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلدی سے فرمایا۔ کیوں مولوی نور الدین صاحب کی کیا بات ہے؟ اور اس طرح یہ حل شدہ مسئلہ دوبارہ حل ہوگیا۔ مگر کیا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمانا کسی اور شہادت کی گنجائش چھوڑتا ہے کہ:-

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بودے

پھر خدا نے بھی آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد احمدیت کا پہلا خلیفہ منتخب کر کے

صدیق ثانی

کے منصب پر نوازا اور مرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں جگہ عنایت کی۔

میرا مضمون کچھ لمبا ہوگیا ہے اس لئے اب آخری واقعہ جو میری ذات سے تعلق رکھتا ہے بیان کر کے اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی حالت آخری بیماری میں نازک ہوئی اور بظاہر ناامیدی کی حالت پیدا ہوگئی تو مجھے لاہور سے تار کے ذریعہ بلایا گیا۔ جہاں میں بی۔اے کے امتحان کی تیاری کیلئے آیا ہوا تھا۔ میں جب قادیان گیا تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی کوٹھی کے مردانہ کمرے میں بیمار پڑے تھے اور کمزوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اپنا نحیف ہاتھ آگے بڑھا کر شفقت اور محبت کے ساتھ میرے سر پر رکھ دیا۔ یہ جمعرات کا دن تھا اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری یہ آخری ملاقات تھی کیونکہ دوسرے دن جمعہ کے روز آپ کی روح آسمانی آقا کے حضور پہنچ گئی اور جس بات کا مجھے آج تک دکھ ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ ان ایام میں غیر مبایعین کا فتنہ انتہاء کو پہنچا ہوا تھا اور جماعت دو ٹکڑے ہوتی نظر آتی تھی۔ اس لئے ہم لوگ ہر دوسری بات کی طرف سے خیال ہٹا کر کلیۃً اس فتنہ کے سدباب کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور ہمارے اوقات کی ہر گھڑی اسی فکر اور اسی جدوجہد میں گذر رہی تھی جس کی وجہ سے میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کا چہرہ تک نہیں دیکھ سکا۔ جماعتی ضرورت کے ماتحت اس وقت یہی انہماک مقدم تھا مگر باوجود اس کے جذباتی رنگ میں میرے دل میں آج تک اس محرومی کا قلق ہے۔ لیکن اب اس قلق کا علاج (چوں علاجِ نے زمے) اس کے سوا کچھ نہیں کہ:-

زندہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں آں قصۂ پارینہ را

بالآخر میں اپنے عزیزوں اور دوستوں سے عرض کروں گا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری "حیات نور الدین" کا ضرور مطالعہ کریں جس کا بیشتر حصہ خود حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا املا کروایا ہوا ہے۔ اور لاریب یہ کتاب **تصوف** اور **توکل** اور **تواضع** کے موتیوں سے اس طرح مزین ہے کہ کوئی صاحب دل شخص اس کے مطالعہ کے بعد آپ کے ان روحانی کمالات کا گہرا نقش لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے کیسے باکمال حواری عطا کئے تھے جو ہر دشمن کے لئے شکست کا پیغام اور ہر دوست کے لئے علم و معرفت اور برکت اور رحمت کا سامان بن کر آئے تھے۔ خدا کرے کہ ہم ان بزرگوں کے روحانی ورثہ کو زندہ رکھ سکیں۔ آمین یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ خاکسار مرزا بشیر احمد

رتن باغ لاہور ۳ دسمبر ۱۹۵۰ء

ایک غلطی کی اصلاح

حضرت ام المومنین کی شادی ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

۲۲ نومبر ۱۹۵۰ء کے "الفضل" میں میری طرف سے حضرت اماں جان ام المومنین اطال اللہ ظلہا کے لئے دعا کی تحریک شائع ہوئی تھی اور اس کے بعد یہی تحریک غالباً ۲۷ نومبر ۱۹۵۰ء کے "الرحمت" میں شائع ہوئی ہے۔ اس تعلق میں مجھے ہندوستان کے دو دوستوں کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ الرحمت میں حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا کی شادی کی تاریخ ۱۸۹۴ء چھپ گئی ہے۔ سو معلوم ہوتا ہے الرحمت میں کتابت کی غلطی سے غلط تاریخ درج ہوگئی ہے ورنہ میں نے ۱۸۸۴ء لکھا تھا اور یہی الفضل میں چھپا ہے۔ بہرحال دوست اس کی اصلاح فرمالیں کہ حضرت اماں جان اطال اللہ بقاءھا کی شادی کا سال ۱۸۸۴ء ہے نہ کہ ۱۸۹۴ء جو بالبداہت غلط ہے کیونکہ اس سے پہلے تو حضرت اماں جان مدظلہا کے کئی بچے بھی پیدا ہو چکے تھے۔

نیز اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ خاکسار حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءھا کے لئے دوستوں کی خدمت میں پھر دعا کی تحریک کرتا ہے۔ مجھے کئی دوستوں نے لکھا ہے کہ وہ پہلے بھی دعائیں کرتے تھے اور اب خصوصیت کے ساتھ کرتے ہیں فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ربوہ سے اطلاع ملی ہے کہ حضرت اماں جان کی طبیعت پہلے سے قدرے بہتر ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک وان شکرتم لازیدنکم۔

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ رتن باغ لاہور ۵/۱۲/۵۰

درخواست دعاء

میری خوشدامن صاحبہ بیگم حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی دائیں آنکھ میں گذشتہ ڈیڑھ دو سال سے موتیا بند کی شکایت شروع ہوگئی تھی۔ اب ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ دسمبر میں اس کا اپریشن کر دیا جائے۔ احباب جماعت خصوصاً صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشان قادیان سے گذارش ہے کہ موصوفہ کے اپریشن کی کامیابی کیلئے درد دل سے دعا فرمائیں نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس ضعیفی میں ان کو قوتِ برداشت اور ہمت عطا فرمائے تاکہ اپریشن اور اس کے بعد کی مدت میں وہ خوش اور تندرست رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی تمام نیکیوں کے طفیل ہر مشکل آسان فرمائے آمین

خاکسار مسز یوسف الہ دین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور مجھے اپنے احمدی ہونے پر فخر ہے

ربوہ میں برٹش گی آنا کے احمدی نوجوان کی تقریر

ربوہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۷ء بعد نماز عشاء زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ بلاک ب ربوہ کی مسجد میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں برٹش گی آنا (جنوبی امریکہ) کے واقف زندگی مکرم برادرم رحیم بخش صاحب نے (جو حال ہی میں دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے ربوہ تشریف لائے ہیں) انگریزی میں تقریر فرمائی۔ جلسہ کی صدارت اور ترجمانی کے فرائض مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل التبشیر تحریک جدید سابق امام مسجد لنڈن نے سرانجام دیئے۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم برادرم مولوی نور الحق صاحب انور مبلغ مشرقی افریقہ نے محلہ کی طرف سے برادرم رحیم بخش صاحب کو اھلاً وسھلاً مرحبا کہتے ہوئے آپ کی ربوہ میں تشریف آوری کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نشان قرار دیا۔

مکرم رحیم بخش صاحب نے سب سے پہلے اپنے ملک کے ۴۰ ہزار مسلمانوں اور لنڈن مشن کی طرف سے احباب کو السلام علیکم کہا۔ اس کے بعد فرمایا۔ احمدیت ہی وہ حقیقی اسلام ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور مجھے فخر ہے کہ میں احمدی ہوں۔ آپ نے اپنے حالات بتاتے ہوئے فرمایا۔

میں دو مارچ ۱۹۲۹ء کو بلیر ماؤنٹ (Blair Mount) میں پیدا ہوا۔ میں ابھی پانچ سال کا تھا۔ کہ میری والدہ فوت ہو گئیں اور تین سال کے بعد میرے والد ماجد بھی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ میں ایک یتیم کی حیثیت میں اس کرۂ ارض پر رہ گیا۔ والدین کی وفات کے بعد میرے بہنوئی محمد آمین صاحب نے میری پرورش کی۔ آپ ایک نیک سیرت انسان ہیں۔ آپ اپنے بچوں کی طرح میری پرورش کرتے رہے۔ آپ کی صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں تھیں۔ نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس لئے مجھے اپنا بیٹا سمجھتے رہے۔ شاید خدا تعالےٰ کی اس میں بھی حکمت تھی کہ وہ مجھے اپنا بیٹا سمجھ کر پالیں۔ انگریزی تعلیم کے علاوہ آپ نے مجھے عربی اردو اور ہندی کی بھی تھوڑی بہت تعلیم دلوائی

گی آنا کا نظام تعلیم انگلستان کے نظام تعلیم کے مشابہ ہے۔ میں پرائمری پاس کرنے کے بعد سیکنڈری سکول میں داخل ہوا اور وہاں دو سال تک تعلیم حاصل کی۔ اسکے بعد میں اپنی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکا۔ کیونکہ اس وقت میرے بہنوئی کی چھ لڑکیاں ہو گئی تھیں اور اخراجات کے بوجھ کی وجہ سے وہ مجھے زیادہ تعلیم نہ دلوا سکے۔ انہوں نے فرمایا رحیم اب میرے لئے ممکن نہیں۔ کہ میں تمہارے تعلیمی بوجھ کو برداشت کر سکوں۔ خدا تعالےٰ نے اگر چاہا۔ تو تم اور تعلیم حاصل کر سکو گے۔ ورنہ تمہارا تعلیمی بوجھ اٹھانا اب میری بساط میں نہیں۔ چنانچہ میں نے سکول چھوڑ دیا اور اپنے بہنوئی کو اسکے کاروبار میں مدد دینے لگا۔

کچھ عرصہ کے بعد مذہبی تعلیم کی وجہ سے میں نے تقاریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پہلے پہلے میں بیس پچیس افراد میں تقریر کیا کرتا تھا۔ پھر سو دو سو کے مجمع میں تقریر کرنا شروع کی اور آہستہ آہستہ تقریر کی اتنی مشق ہو گئی۔ کہ میں ہزاروں کے مجمع میں بھی تقریر کر لیا کرتا تھا۔

قبول احمدیت

اتفاق کی بات ہے کہ میری نظر سے مولوی محمد علی صاحب (غیر مبائعین) کا شائع کردہ لٹریچر گذرا۔ جس میں لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت ایک ریفارمر اور مصلح کی ہے۔ نبی کی نہیں دینی کتب کے مطالعہ کی وجہ سے مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ ایک مصلح ربانی کا وقت ہے۔ اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنے والا مصلح مہدی مسیح اور نبی ہو گا۔ اسلئے مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ عقیدہ سے میری طبیعت اتفاق نہیں کرتی تھی۔ آپ کے لٹریچر میں قادیان کا نام بھی متعدد جگہوں پر آیا تھا۔ اور مجھے طبعاً یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ میں اس جگہ کے متعلق کچھ معلومات حاصل کروں۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ اور احمدیت کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ میں نے ایک خط قادیان لکھا۔ وہاں سے دس کتابوں کا ایک سیٹ مجھے بھیجا گیا۔ ان کے مطالعہ سے مجھ پر حقیقت واضح ہو گئی۔ اور میں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ اسکے بعد میں نے احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ ابتدا میں کچھ مخالفت بھی ہوئی۔ لیکن بعد میں وہ ہلکی ہو گئی۔ اور میں نے تبلیغ کو جاری رکھا۔

مزید دینی تعلیم حاصل کرنیکے لئے تیاری

پھر مجھے یہ شوق پیدا ہوا کہ احمدیت کے متعلق مزید دینی تعلیم حاصل کروں تا دوسروں کو بھی اس سرچشمہ سے سیراب کروں۔ لیکن روپیہ پاس نہیں تھا۔ کچھ دوستوں کی مدد سے چند سو ڈالر کی رقم میں نے جمع کی اور پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا۔ کہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاکستان آنا چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضور کی طرف سے محبت بھرا جواب ملا۔ کہ آپ پاکستان آ جائیں۔ آپ کی رہائش خوراک اور تعلیم کا انتظام ہم کریں گے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم برادرم رحیم بخش صاحب نے فرمایا۔

میں لنڈن سے ہوتا ہوا یہاں آیا ہوں۔ لنڈن میں جب میں ریلوے اسٹیشن پر اترا۔ تو اسٹیشن پر مشن کی طرف سے مولوی عبد الرحمن صاحب میرے استقبال کے لئے موجود تھے۔ وہ بڑے تپاک سے مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ لنڈن میں بھی میرا ایک بھائی موجود ہے۔ مولوی صاحب مجھے ساتھ لے گئے اور میں ایک ماہ وہاں رہا۔ مشن کی طرف سے میری خوراک اور رہائش کا انتظام کیا گیا۔ لنڈن سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی آیا۔ جہاں سے میں ربوہ پہنچا۔

پدری شفقت کا نظارہ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے پہلی ملاقات کے تاثرات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ حضور میں میں نے پدری شفقت کا نظارہ دیکھا۔ آپ کی طبیعت میں ملائمت اور سکون پایا جاتا تھا۔ آپ کو پہلی نظر میں دیکھکر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ آپ کس اعلےٰ مقام اور بلند مرتبت کے انسان ہیں۔ ملاقات کے متعلق میں نے محسوس کیا کہ میں یتیم نہیں ہوں میرے والدین ابھی زندہ ہیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا:-

ہمارے ملک میں دیر سے مبلغ کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ مرکز کی طرف سے وہاں مبلغ بھیجا جا رہا ہے۔ آپ نے یہ امید ظاہر کی کہ وہ وقت آئے گا کہ میں خود عربی اور اردو بول سکوں گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور سلسلہ کے لٹریچر کا خود مطالعہ کر سکوں گا۔

مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ کی تقریر

صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا:-

میں چاہتا ہوں کہ احباب کی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کی طرف مبذول کراؤں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۰ء میں ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آپ کا نام لکھ رہا ہے۔ تو آدھا نام اس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے (تذکرہ صفحہ ۳۲) گویا خدا تعالےٰ نے آپ کو اس گمنامی اور گوشہ نشینی کی حالت میں جبکہ آپ اپنے ملک سے بھی متعارف نہ تھے اور دنیاوی کاروبار سے آپ کا کوئی سروکار نہ تھا۔ بتا دیا تھا کہ آپ کا نام عربی اور انگریزی ممالک میں پھیلے گا۔

میں نے دیکھا ہے کہ انگلستان اور دیگر یورپین ممالک کے رہنے والوں کے لئے بڑا حیرت کا موجب ہے کہ جماعت احمدیہ کے مبلغ مشرق سے آ کر انہیں تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کے اندر تفوّق کا احساس ہے ان کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایک مشرقی مغربی کو تعلیم دے سکتا ہے۔ بلکہ اسلام کے متعلق بھی وہ اپنے آپ کو اتھارٹی (Authority) سمجھتے ہیں اور یہ بڑا تکلیف دہ امر ہے۔ ایکدفعہ مسجد لنڈن میں ایک تقریب پر مختلف ممالک کے طلباء مدعو تھے ان میں سے ایک طالب علم میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ کہ صدیوں تک ہم آپ کو تعلیم دینے کے لئے آپ کے ملک میں جاتے رہے اور اب آپ تعلیم دینے کے لئے یہاں آئے ہیں

ان حالات میں ہماری ذمہ واری اور بڑھ جاتی ہے پہلے صرف ہم ہی تبلیغ کے لئے باہر جاتے تھے اور صرف ہماری قربانیوں سے بیرونی ممالک میں مشن قائم ہوئے تھے۔ لیکن اب وہ وقت آیا ہے کہ نہ صرف دوسرے ممالک کے احمدیوں کو خدا تعالےٰ نے یہ توفیق بخشی کہ وہ مالی قربانیاں کریں۔ بلکہ انہیں یہ توفیق بھی بخشی کہ وہ تبلیغی بار بھی اٹھائیں۔ اسلئے ہمیں ہوشیار ہونا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ نے ہمیں ابتداء بخشی ہے اب ہم سے اور کوئی بڑھ نہ جائے۔ حب الوطنی کا جذبہ ہر ایک میں ہوتا ہے۔ لیکن ہم کسی کو پیچھے نہیں دھکیلنے ہم چاہتے ہیں کہ ان سے زیادہ دوڑیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم مالی قربانی کریں۔ اور ہم میں سے جنہیں خدا تعالےٰ نے علم بخشا ہے۔ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں۔ یہی وہ چیز ہے۔ جسکے ذریعہ ہم ان قوموں سے جو میدان میں نکل آئی ہیں۔ آگے بڑھ سکیں گے۔ انڈونیشی نہ صرف اپنے ملک میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ بلکہ وہ غیر ممالک میں بھی تبلیغ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں ہالینڈ میں وقف کی رو چل رہی ہے۔ امریکہ اور جرمن سے بھی واقفین یہاں آئے ہوئے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ سب ممالک سے لوگ زندگیاں وقف کر کے آ جائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "شمس کا جو مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں۔ لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کی ضلالت میں ہیں۔ آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵) جب بیرونی ممالک سے نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر کے یہاں آتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں صبح کا ستارہ طلوع ہوا۔ اب اسکے بعد سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ ہمیں یہ غور کرنا چاہیے کہ اس سورج کے لانے میں ہمارا کیا حصہ ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے

319
Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول ۲۰ - مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بہادر

بی - ایس - سی (آنرز) ایل - ایل - بی - پی - سی - ایس ڈپٹی کسٹوڈین لائل پور

مقدمہ ۲۰۳ بابت سال ۱۹۴۹ء

مقدمہ حیات - عطا محمد پسران شیر قوم جٹ سکنہ چک $\frac{214}{\text{گ ب}}$ تحصیل سمندری ضلع لائل پور

بنام

نہال سنگھ ولد گہنا سنگھ قوم اروڑہ سکنہ چک $\frac{214}{\text{گ ب}}$ حال ہندوستان

(۲) ری ہیبلی ٹیشن اتھارٹی لائل پور

درخواست از زیر دفعہ ۸ آرڈیننس نمبر ۱۵ سال ۱۹۴۹ء بدیں مضمون کہ مربعہ نمبر $\frac{16}{8}$ کیلہ جات ۷ تا ۲۵ غیر مسلم نہیں ہے۔ اور ان پر چوگنا لگان لگانا ناجائز ہے۔ کیونکہ سائلان کے پاس رسید مدعا علیہ نمبر ۱ موجود ہے۔

بنام

(۱) نہال سنگھ ولد گہنا سنگھ (۲) ری ہیبلی ٹیشن اتھارٹی لائل پور

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی نہال سنگھ ولد گہنا سنگھ مذکور ان تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام نہال سنگھ ولد گہنا سنگھ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر نہال سنگھ مذکور $\frac{12}{5}$ ۲۳ کو مقام لائل پور حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ $\frac{11}{5}$ ۲۵ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم ......

مہر عدالت

جواہرات اور خالص سونے کی زیورات کی خرید و فروخت کے وقت ہماری خدمات حاصل کریں

جوہری برادرز

میسرز خدا بخش فضل احمد احمدی صراف سوہا بازار ۔ لاہور

اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول ۲ - مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم صاحب بہادر بی - ایس سی (آنرز) ایل - ایل - بی - پی - سی - ایس ڈپٹی کسٹوڈین لائل پور

نمبر مقدمہ ۱۵۳۰ آف ۱۹۴۸ء

علی محمد ولد شمند قوم جٹ ساکن چک $\frac{6}{\text{ج ب}}$ تحصیل لائل پور

بنام (۱) فتح سنگھ - تلوک سنگھ - اوکھ سنگھ - بیل سنگھ پسران دسوندھا سنگھ جٹ گریوال ساکن چک $\frac{51}{\text{ج ب}}$ تحصیل لائل پور حال مشرقی پنجاب

(۲) ری ہیبلی ٹیشن اتھارٹی لائل پور

درخواست زیر دفعہ ۱۸ آرڈیننس نمبر ۱۵ آف ۱۹۴۸ء بدیں امر کہ مدعی سچی خود مالک و قابض الاضی مربعہ $\frac{54}{32}$ کے کیلہ جات ۲۱-۲۲-۲۵ واقع چک $\frac{6}{\text{ج ب}}$ تحصیل لائل پور ہے مزارعہ غیر دخل کار نہیں ہے۔ اس لئے لگان چوگنا ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

بنام: فتح سنگھ - تلوک سنگھ - اوکھ سنگھ - بیل سنگھ پسران دسوندھا سنگھ جٹ گریوال ساکن چک نمبر ۵۱ - ج - ب تحصیل لائل پور حال ہندوستان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمان فتح سنگھ - تلوک سنگھ - اوکھ سنگھ وغیرہ مذکوران تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں - اور روپوش ہیں - اس لئے اشتہار ہذا بنام فتح سنگھ - تلوک سنگھ وغیرہ مذکوران جاری کیا جاتا ہے کہ اگر فتح سنگھ وغیرہ مذکوران جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر فتح سنگھ وغیرہ مذکوران تاریخ $\frac{12}{5}$ ۱۶ کو مقام لائل پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا - تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئے گی - آج بتاریخ ۱۰ ماہ اگست ۱۹۵۰ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط حاکم ......

مہر عدالت

احباب خالص سونا - چاندی کے فینسی زیورات وعدہ پر تیار کرانے کے لئے شیخ عزیز الدین احمد اینڈ سنز احمدی زرگران موچی دروازہ چوک نواب صاحب لاہور کی خدمات حاصل کریں ہم نے ان کو نہایت مخلص دیانتدار وعدہ کے پابند اور امین پایا۔

نوٹ: ہر جمعہ کے روز دکان بند رہے گی۔

خانصاحب شیخ جلال الدین صاحب ایگزیکٹو آفیسر مری

میاں غلام محمد صاحب اختر پرسنل آفیسر ریلوے لاہور

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

آرام دہ سفر

لاہور سے سیالکوٹ کے لئے جی - ٹی بس سروس لمیٹڈ کی آرام دہ نئے ڈیزائن کی بسوں میں سفر کریں - جو کہ اڈہ سرائے سلطان اور لوہاری دروازہ سے وقت مقررہ پر چلتی ہیں - آخری بس سیالکوٹ کیلئے ۵-۳۰ بجے شام چلتی ہے۔

چوہدری سردار خان منیجر جی - ٹی بس سروس لمیٹڈ سرائے سلطان لاہور

اعلان نکاح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزیزم شمس الاسلام صاحب پسر میاں قادر بخش صاحب ملتان کا نکاح امۃ العزیز بیگم صاحبہ بنت ماسٹر محمد الدین صاحب احمدی ٹیچر ہائی سکول گوجرہ کے ساتھ بعوض پانچ صد روپیہ حق مہر مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۵۰ء کو مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم گوجرہ نے بمقام گوجرہ پڑھایا - دعا ہے کہ خداوند کریم یہ تعلق جانبین کے لئے بابرکت فرمائے - آمین - ثم آمین -

ابوالحسن اسمٰعیل - چراغ منزل - گوجرہ - ضلع لائل پور

دواخانہ خدمت خلق - **ابنِ مسرت** زدجام عشق سردیوں کیلئے نظیر تحفہ خالص اور مکمل اجزا سے تیار کردہ قیمت ساٹھ گولیاں آٹھ روپیہ

اکسیر شباب جن لوگوں کے باغ صحت میں خزاں کا موسم ڈیرا ڈال لیتا ہے یا جو لوگ اپنی جوانی کو اپنے ہاتھوں تباہ برباد کر چکے ہوں - ان کے لئے واحد علاج قیمت بیس خوراک چھ روپیہ -

حبوب جوانی مادہ حیوانیہ کے کم ہو جانے کیلئے بے نظیر علاج اکسیر شباب اور حبوب جوانی دونوں کا استعمال جسم میں برقی طاقت پیدا کر دیتا ہے قیمت ۵۰ گولیاں چار روپے

دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ

زمیندار احباب کیلئے تحفہ!

ہمارے کارخانے کا تیار کردہ زمینداری سامان - ہر بھاد وغیرہ استعمال کر کے خود فائدہ اٹھائیں - اور ملک کی پیداوار کو بڑھائیں۔

مالک عنایت الرحمٰن احمدی

زمیندارا انجینئرنگ اینڈ ٹریڈنگ کمپنی - ٹنڈو اللہ یار (سندھ)

تمام جہان کیلئے ایک ہی خدا

ایک ہی نبی ایک ہی مذہب

انگریزی میں کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الٰہ دین سکندر آباد دکن

ضرورت

مندرجہ ذیل آسامیوں کو فی الفور پُر کرنے کیلئے ایسے قابل تجربہ کار - دیانتدار اور محنتی احمدیوں کی ضرورت ہے - جو اپنے علاقہ کے امیر جماعت و دیگر معززین کے سرٹیفکٹ پیش کر سکیں اور سرگودہا میں قیام کر سکیں - تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی - اور سردست آسامی عارضی ہو گی

(۱) کوالیفائڈ اکاؤنٹنٹ برائے یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس گروپ آف سرگودہا ٹرانسپورٹس کمپنیوں کی ملازمت کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دیجائیگی

(۲) کوالیفائڈ اکاؤنٹنٹ برائے بی - احمد - اینڈ کو - کالٹکس ڈسٹری بیوٹرز سرگودہا - جن دوستوں کو آئیل کمپنیوں کے حسابات کا تجربہ ہو انہیں ترجیح دیجائیگی -

(۳) مینیجر برائے بی - احمد - اینڈ کو سرگودہا - جو فرم کے کاروبار کو کنٹرول کر سکے اور انگریزی خط و کتابت - ٹائپ وغیرہ جانتا ہو

محمد اقبال پراچہ جنرل منیجر دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس گروپ سرگودہا

تریاق اٹھرا حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۲/۸ روپے مکمل کورس ۲۵ روپے دواخانہ نور الدین جودھا مل بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب جلسے

کراچی

جلسہ سیرت النبیؐ ۲۶ نومبر بروز اتوار بوقت ۴ بجے شام احمدیہ ہال کراچی میں زیر صدارت شمس العلماء جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم شیخ اعجاز احمد صاحب ڈپٹی سیکرٹری فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے ان جلسوں کی غرض و غایت بیان کی۔ اور فرمایا کہ ان کی بنیاد حضرت امام جماعت احمدیہ نے ڈالی تھی۔ اور ان کا مقصد یہ تھا۔ کہ جہاں ایک طرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شان دنیا پر ظاہر ہو وہاں یہ جلسے مختلف مذاہب والوں کے درمیان اتحاد کا ذریعہ بنیں

پہلی تقریر رائے بہادر منگا رام کی تھی۔ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاصفات سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضور تمام ملکوں اور تمام قوموں کے لئے رسول ہیں۔ اور زمانہ کے لحاظ سے بھی حضورؐ نہ صرف یہ کہ گذشتہ زمانہ کے لئے رسول ہیں۔ بلکہ موجودہ زمانہ اور آئندہ زمانہ کے لئے بھی آپ ہی رسول ہیں۔ اور یہ آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

خان بہادر کرڈک نے اپنی تقریر میں اُن خرابیوں کا ذکر کیا۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں اور باقی دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں۔ مثلاً لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا۔ عورتوں کو بلاوجہ طلاق دینا۔ بت پرستی وغیرہ۔ جن کی آپ نے اصلاح فرمائی اور جو کوئی معمولی کام نہ تھا۔ آپ نے فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہ صرف تمام دنیا کے لئے تھا۔ بلکہ انسانیت کے لئے تھا اور وہ آج بھی ایسا ہی برحق ہے جیسا کہ ابتدا میں جبکہ وہ نازل ہوا تھا۔ خان بہادر صاحب نے آخر میں حضور علیہ السلام کی صداقت۔ دیانت۔ امانت اور سادہ زندگی کے چند واقعات سناتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر تمام لوگ اس نمونہ پر کاربند ہوں۔ تو بہت جلد دنیا کی حالت سدھر سکتی ہے۔ آپ کے بعد صاحب صدر نے فرمایا کہ خان بہادر صاحب نے جو پارسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں بڑی فراخدلی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جب غیر اقوام کے لوگ ہمارے رسول اکرم صلعم کی نسبت ایسے پاکیزہ خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تو یہ ہمارے لئے مقام فخر ہے۔

علامہ ڈاکٹر سید اظہر علی صاحب دہلوی پی۔ ایچ۔ ڈی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت رسول کریم مجسم رحمت تھے اور حضور علیہ السلام نے غلاموں کے لئے جو کام کیا ہے اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ بلالؓ حبشی سلمانؓ فارسی وغیرہ کے بارے میں حضور نے فرمایا کہ مسلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے (طارق فاتح سپین) یہ سب غلام ہی تھے سلطان شہاب الدین غوری کے چار غلام تھے۔ اُن میں سے ایک غزنی کا حاکم بنا۔ دوسرا سندھ کا۔ تیسرا بنگال کا اور چوتھا قطب الدین ایبک دہلی کا سب سے پہلا مسلمان بادشاہ ہوا۔

مسٹر اے۔ ڈی جوزف نے فرمایا۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مذاہب کو پوری آزادی دی ہے۔ اور اس لئے تمام قومیں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ نیز آپ کے خصائل حمیدہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچا ہے

مولوی عبد المالک خان صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں وہ پہلو جو علم غیب سے تعلق رکھتا ہے پیش کرتے ہوئے اس زمانہ میں فرعون کی لاش کا نکلنا اور دو سمندروں کا آپس میں ملنا۔ قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غیب ہی سے یقین کامل پیدا ہوتا ہے۔ اور یقین کامل سے حقیقی ایمان۔ جو حضور علیہ السلام کا مقصد تھا۔

آخر میں صاحب صدر نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہمارے لئے حضور علیہ السلام کی سیرت کامل نمونہ ہے اگر ہم اُسے سامنے رکھیں اور مشعل راہ بنائیں تو ہم صراط مستقیم سے بھٹک نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں ہمیشہ دہلی میں بھی ان جلسوں میں شامل ہوتا رہا ہوں اور اب اس وقت بھی یہاں موجود ہوں۔ اس جلسہ کے منتظمین تو مسلمان ہیں۔ اگر کوئی غیر مذہب والا بھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرے۔ تو میں ضرور وہاں جاؤں گا۔ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

(خاکسار عبد الحمید سیکرٹری انجمن احمدیہ کراچی)

لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ

۲۶ نومبر کو احمدیہ گرلز سکول کے صحن میں صبح ۱۰ بجے سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مس قریشی صاحبہ نے کی۔ کارروائی تلاوت قرآن شریف سے کی گئی۔ تلاوت کے بعد افتتاحی تقریر میں سیدہ رفعت صاحبہ نے اس جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ بعد ازاں میمونہ بیگم صاحبہ بشریٰ بیگم صاحبہ اور سیدہ امۃ السلام صاحبہ نے سیرۃ النبی کے مختلف پہلوؤں پر مضامین پڑھے

بعد ازاں صدر جلسہ مس قریشی صاحبہ نے اس جلسہ میں شامل ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسے جلسوں کی ہمیں بہت ضرورت ہے۔ دیگر مستورات کو چاہیئے کہ ایسے جلسے منعقد کیا کریں۔ تاکہ ہم صحیح طور پر اسلام اور اسوۂ حسنہ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ قائمقام صدر لجنہ اماء اللہ نے محترمہ صدر صاحبہ اور دیگر جلسہ میں شامل ہونے والی خواتین کا شکریہ ادا کیا۔ اور عورتوں کو اپنے اندر اسلامی جذبات پیدا کرنے کی تلقین کی۔ حاضرات جلسہ کی تعداد ۵۰۰ کے قریب تھی۔ جس میں معزز غیر احمدی خواتین نے شرکت کی

(اسسٹنٹ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ)

کیمبل پور

مورخہ ۲۶/۱۱/۵۰ سیرت النبی کا جلسہ زیر اہتمام جماعت احمدیہ کیمبل پور چوہدری عبد العزیز صاحب کی زیر صدارت ٹھیک تین بجے بعد نماز ظہر منعقد ہوا۔ اس مبارک موقعہ پر بوجہ انتخاب امیر ضلع کیمبل پور کی جماعتوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر آٹھ تقاریر ہوئیں۔

(عبد الرحمٰن خان جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کیمبل پور شہر)

لجنہ اماء اللہ راولپنڈی

مورخہ ۲۶ نومبر زیر اہتمام لجنہ اماء اللہ راولپنڈی مستورات کا جلسہ سیرت النبی صلعم مسجد احمدیہ میں منعقد کیا گیا۔ یہ اجلاس دو گھنٹہ تک جاری رہا مستورات کی حاضری کافی تھی۔ جس میں متعدد غیر احمدی بیگمات بھی شامل تھیں۔ جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا۔ درثمین سے مختلف قصائد سنانے کے بعد مختلف بہنوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مضامین پڑھے۔ جو دلچسپی سے سنے گئے علاوہ ازیں مولوی افضال احمد صاحب سابق مبلغ ملکانہ اور ماسٹر محمد علی صاحب اظہر نے بھی تقادیر فرمائیں صدارت کے فرائض پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ اماء اللہ نے ادا کئے۔ (سیکرٹری لجنہ اماء اللہ راولپنڈی)

گوجرانوالہ

مورخہ ۲۶ نومبر۔ بوقت گیارہ بجے لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ نے جلسہ سیرت النبی منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد عاجزہ نے چند اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پڑھ کر سنائے۔ پھر متعدد ممبرات نے سیرت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی۔ آپ کے اخلاق حسنہ۔ آپ کے عورتوں پر احسانات۔ آپ کا بے نظیر عفو و رحم اور شان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوعات پر مضمون سنائے۔ مضامین کے دوران میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں متعدد نظمیں پڑھی گئیں تین بجے کے قریب یہ بابرکت جلسہ بعد دعا بخیر و خوبی ختم ہوا۔

(محمودہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ)

جہلم

جماعت احمدیہ جہلم کے زیر اہتمام مورخہ ۲۶/۱۱/۵۰ زیر صدارت جناب سید زمان شاہ صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم جلسہ سیرۃ النبی منعقد ہوا۔ تلاوت و نعت کے بعد جناب امیر جماعت احمدیہ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ اور مرزا محمد حسین صاحب مبلغ ... تقاریر ہیں۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ سامعین نے نہایت خاموشی اور اطمینان سے تقاریر سنیں۔

(خاکسار سید محمود احمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جہلم)

دستور اساسی خدام الاحمدیہ

خدام الاحمدیہ کے گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر دستور اساسی خدام الاحمدیہ پر نظر ثانی کرنے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک سب کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ اس بارہ میں ممبران سب کمیٹی حسب ذیل مقرر ہوئے ہیں۔

مرکزی نمائندے

نائب صدر۔ معتمد۔ مہتمم تعلیم۔ مہتمم تربیت و اصلاح۔ مہتمم اطفال۔ مہتمم مال اور مہتمم عمومی

مجالس کے نمائندگان

مرکزی نمائندوں کے علاوہ تیرہ مختلف مجالس کے نمائندے اس میں شامل ہوں گے۔ یہ نمائندے جو ضلع وار ہوں گے۔ ان اضلاع کی مجالس خدام الاحمدیہ کو جلد از جلد نمائندوں کا تقرر کر کے مرکز کو اطلاع دینی چاہیئے۔

سندھ

۱۔ علاقہ حیدر آباد۔ نواب شاہ۔ میرپور خاص سے ایک نمائندہ

۲۔ علاقہ سکھر۔ دادو۔ لاڑکانہ جیکب آباد ٹھٹھہ سے ایک نمائندہ

مندرجہ ذیل اضلاع سے ایک ایک نمائندہ

(۳) ضلع لائل پور (۴) ضلع گجرات (۵) ضلع سرگودہا (۶) ضلع ملتان (۷) صوبہ سرحد (۸) کراچی (۹) صوبہ مشرقی بنگال (۱۰) ضلع لاہور (۱۱) ضلع راولپنڈی (۱۲) ضلع سیالکوٹ (۱۳) صوبہ بلوچستان

مندرجہ بالا تیرہ علاقوں کی مجالس خدام الاحمدیہ اپنے اپنے نمائندوں سے ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء تک دفتر مرکزیہ خدام الاحمدیہ کو اطلاع کر دیں اطلاع دیتے وقت یہ بھی لکھیں۔ کہ ان نمائندوں کے لئے کن تاریخوں میں ربوہ آنے میں سہولت ہوگی اس کے لئے کم از کم ایک ہفتہ تک ربوہ میں قیام کرنا ہوگا۔

(خاکسار سید عبد الباسط)

سونے کے ہر قسم کے کام کیلئے "احمدیہ دوکان زیورات ربوہ ضلع جھنگ" ۔ روشن الدین ضیاء الدین احمد